بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۲۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily

ALFAZL

RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۸۰	۸ شہادہ ۱۳۴۵ھش ۱۶ ذو الحجہ ۱۳۸۵ھ ۸ اپریل ۱۹۶۶ء	جلد ۵۵/۲۰

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گناہ کا زہر اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا کی اطاعت اور اُسکی پُرجوش محبت سے محروم ہو

خدا کے قانونِ قدرت میں اس کا علاج تین طور سے ہے اور وہ ہے محبت، استغفار اور توبہ

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور اس کی پُرجوش محبت اور محبانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے یہی حال اُس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے۔ سو خشکی کا علاج خدا کے قانونِ قدرت میں تین طور سے ہے (۱) ایک محبت (۲) دوسرے استغفار جس کے معنی ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے (۳) تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا اور توبہ صرف زبان سے نہیں بلکہ توبہ کا کمال اعمالِ صالحہ کے ساتھ ہے۔ تمام نیکیاں توبہ کی تکمیل کے لئے ہیں کیونکہ سب سے مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے نزدیک ہو جائیں۔ دعا بھی توبہ ہے کیونکہ اس سے بھی ہم خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اس لئے خدا نے انسان کی جان کو پیدا کر کے اس کا نام روح رکھا۔ کیونکہ اس کی حقیقی راحت اور آرام خدا کے اقرار اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت میں ہے۔ اور اس کا نام نفس رکھا اور نفس لغت میں عینِ شئ کے معنی رکھتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے اتحاد پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے دل لگانا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ باغ میں وہ درخت ہوتا ہے جو باغ کی زمین سے خوب پیوستہ ہوتا ہے۔ یہی انسان کی جنت ہے۔ اور جس طرح درخت زمین کے پانی کو چوستا اور اپنے اندر کھینچتا اور اس سے اپنے زہریلے بخارات باہر نکالتا ہے اسی طرح انسان کے دل کی حالت ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کا پانی چوس کر زہریلے مواد کے نکالنے پر قوت پاتا ہے اور بڑی آسانی سے ان مواد کو دفع کرتا ہے اور خدا میں ہو کر پاک نشوونما پاتا ہے اور بہت پھیلتا اور خوشنما سرسبزی دکھلاتا اور اچھے پھل لاتا ہے مگر جو خدا میں پیوستہ نہیں وہ نشوونما دینے والے پانی کو چوس نہیں سکتا۔ اس لئے دمبدم خشک ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر پتے بھی گر جاتے ہیں اور خشک اور بدشکل ٹہنیاں رہ جاتی ہیں پس گناہ کی خشکی بے تعلقی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اس خشکی کے دور کرنے کے لئے سیدھا علاج مستحکم تعلق ہے جس پر قانونِ قدرت گواہی دیتا ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲-۳)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۷ اپریل۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

ربوہ ۷ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید تحریر فرماتے ہیں:۔

"سیرالیون مشن کے جنرل سیکرٹری جناب محمد کے۔ بونگے عرصہ تین ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ۳ مارچ کو ان کا ایک بڑا اپریشن ہوا ہے۔ احباب کرام خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر مشن کی خدمت بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین"

ربوہ ۷ اپریل۔ آج بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں مجلس انصار اللہ ربوہ کا اجلاس عام منعقد ہوگا۔ سب اراکین انصار اللہ ربوہ اس میں شامل ہو کر مستفید ہوں۔

(زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ تحصیل گوجرانوالہ کی تربیتی کلاس مورخہ ۱۵ اپریل بروز جمعہ موضع میڈیالہ وڑائچ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں دیگر علمائے سلسلہ کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی شرکت فرما رہے ہیں۔ ضلع بھر کی مجالس کے خدام و اطفال و انصار سے شمولیت کی درخواست ہے۔ تحصیل گوجرانوالہ کی مجالس کے خدام و اطفال کی حاضری لازمی ہے۔

(قائد مجالس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ)

نہایت افسوس سے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض ناگزیر مشکلات کی بناء پر آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ مشہور ٹیموں کے مینیجر صاحبان سے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب یہ ٹورنامنٹ ۲۲، ۲۳، ۲۴ اپریل کو ہوگا۔

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

میرے نانا جان شیخ عبدالکریم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں کافی دنوں سے صاحبِ فراش ہیں اور گنگا رام ہسپتال میں داخل ہیں گو اپریشن ہو چکا ہے۔ مگر تکلیف تا حال موجود ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(ملک محمد افضل بین گنج منیلپور لاہور)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ...

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۸ راپریل ۱۹۶۶ء

در باغ لالہ روید و در راغ خار و خس

(۲)

کیا ان باتوں میں سے کوئی بھی ایسی اخلاقی اور اسلامی بات نہیں جس کی مدیر ہفت روزہ تعریف کریں۔ جب انسان اسلامی اخلاق سے دیدہ دانستہ بھاگے۔ تو پھر بتائیے کہ اس کو پکڑ کر کون سکھا سکتا ہے۔ ملا واحدی صاحب کا تاثر تو یہ ہے کہ

"یہ قصہ اس لئے قلم بند کر دیا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ جو انگریزوں کے دور میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے۔ پاکستان میں وزیر خارجہ رہے اور آج کل دنیا کی سب سے عظیم عدالت (انٹرنیشنل کورٹ) کے جج ہیں۔ لوگ دیکھیں کہ انہیں اپنی جماعت سے کس قدر وابستگی ہے اور اپنے عقائد و اعمال میں کتنے پختہ ہیں۔ ساری دنیا ان کی سوجھ بوجھ کی معترف ہے، تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے احمدیت کیسے قبول کر لی"۔

(المنبر لائل پور یکم ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

ملا واحدی صاحب کو تو ہمارا اتنا ہی جواب ہے کہ چوہدری صاحب نے احمدیت اس لئے قبول کر لی ہے۔ کہ وہ اتنے سوجھ بوجھ والے ہیں کہ ساری دنیا آپ کی معترف ہے۔ مثلاً ملا واحدی صاحب نے ختم نبوت کی جو دلیل دی ہے ان کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"میں نے ان سے یہ کہا بھی تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے ختم نبوت کی تیرہ ساڑھے تیرہ سو برس سے تصدیق ہو رہی تھی۔ اتنا طویل زمانہ بلکہ اس کا نصف اور ثلث زمانہ پہلے دو نبیوں کے درمیان نہیں گزرا۔ ہمارے رسولؐ کی صداقت ثابت کرنے کے واسطے تیرہ سو سال کا بغیر نبی کے گزر جانا ہی کافی تھا"۔ (ایضاً)

ہم یہاں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس نبوت کا دعوےٰ ہے وہ ختم نبوت کی مہر کو نہیں توڑتی۔ تاہم ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ دلیل وہ ہوتی ہے۔ جو ہر زمانہ کے لئے یکساں حیثیت رکھتی ہو۔ مثلاً کیا یہ دلیل سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم عہد لوگوں کے لئے کافی تھی۔ ملا صاحب نے اس بات کو بھی فراموش کر دیا ہے کہ موسوی امت میں ایک نبی کی وفات پر دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا تھا یعنی ایک منٹ کا بھی وقفہ نہیں پڑتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات تو ایک وقت میں دو دو تین تین انبیاء علیہم السلام موجود ہوتے تھے۔ خود حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک ہی وقت میں موجود تھے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان قریباً چھ سو سال کا وقفہ تھا۔ اس لئے دو نبیوں کے درمیانی وقفہ کو کس طرح ختم نبوت کی قاطع دلیل بنایا جا سکتا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت تو قیامت کے دن ہی کھل سکتی ہے۔ کیونکہ اگر قیامت میں ایک لمحہ بھی باقی ہو تو پھر بھی یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ اب کوئی نبی برپا نہیں کرے گا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

ختم نبوت کے اس مفہوم پر جو ملا صاحب لیتے ہیں۔ یہ اعتراض ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی سوجھ بوجھ والے چوہدری ظفر اللہ خاں آپ کے اس قدر فدائی ہیں

ملا واحدی اپنے مقالہ کے آخر میں فرماتے ہیں:۔

"احمدیت کے معاملہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی سوجھ بوجھ نے عشق اور جنون کی صورت اختیار کر لی۔ لہٰذا چوہدری صاحب کے عقائد کی بحث چھوڑ دیجئے اور یہ بتلائیے کہ غیر احمدی پڑھے لکھوں اور چوہدری صاحب سے ⅛ اور 1/16 حیثیت کے مسلمانوں میں بھی کوئی اپنے دین کا ایسا عاشق اور مجنون ہے؟ چوہدری صاحب اس باطل عقیدے پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے جیسی پختگی سے جمے ہوئے ہیں۔ کیا ہمارا بلند مرتبہ مسلمان طبقہ بھی اسلام کے حقائق پر ویسی پختگی سے جما ہوا ہے

وفاداری بشرط استواری عین ایماں ہے
مرے بُت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو" (نقل مطابق اصل)

(المنبر لائل پور یکم ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

ہم اس کے متعلق صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ کیا آج کل عشق و جنون صرف کفر کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ وہ عشق و جنون جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اب کہاں گیا ہے، کیا آج وہ عشق و جنون کسی کو نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

تبلیغ اسلام

کسی مسافر نے اپنے سفر کی داستان میں لاہور ریڈیو پر "جمہور دی آواز" میں ربوہ کا بھی ذکر کر دیا۔ ہم نے اپنے کانوں سے تو یہ داستان نہیں سنی۔ البتہ کہتے ہیں کہ یہ حادثہ فاجعہ ۲۰ مارچ کو ظہور پذیر ہوا۔ اس زلزلہ انگیز حادثہ سے دین کے بعض ستونوں میں رعشہ پیدا ہونا ضروری تھا۔ یعنی ؎

لگا تھا عرش کا پایہ گرانے واعظِ شہر
پر اک نگاہ سے پیرِ مغاں نے تھام لیا

کہتے ہیں کہ غضب یہ ہوا کہ اس مسافر نے اپنی کہانی کے درمیان یہ بھی کہہ دیا کہ

"ربوہ والے ربوہ میں بیٹھ کر تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں"

اب کیا تھا ربوہ کے ایک ہمسایہ شہر کے اہل علم حضرات نے ایک قرارداد پاس کر ڈالی جو "ترجمان اسلام" اخبار میں شائع ہوئی۔ جہاں سے باقی ہفت روزوں نے پڑھی تو ضرور تھا کہ وہ ہم آواز ہو کر ریڈیو کے خلاف نعرۂ احتجاج بلند کرتے۔ چنانچہ ایک ہفت روزہ رقمطراز ہے۔

"رہا دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا مسئلہ تو یہ بھی ایک غلط فہمی ہے اور یہ غلط فہمی اس جماعت کے حواریوں نے نادانستہ اور متاثرین نے دانستہ پھیلا رکھی ہے۔ قادیانی جماعت نتیجہ تھی برطانوی سامراج کا۔ خود مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا کہا ہے۔ غیر ممالک میں ان کے تبلیغی ادارے ان کی "خلافت" کے شرعی سفارت خانے ہیں جو سیاسی مقاصد اور معاشی اغراض کے لئے کام کرتے ہیں یا پھر اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے عالمی نقشہ میں انفرادی دوستوں کی تلاش۔ انگریزوں کے عہد میں ان تبلیغی مراکز کا مشن بروایت علامہ اقبال انگریزوں کے سیاسی مقاصد کی خدمت گزاری تھا۔ عرف عام میں اسے جاسوسی بھی کہتے ہیں"۔

اب اس ہفت روزہ کے ٹائیٹل کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمائیے۔ جس نے منجملہ دوسری باتوں کے اوپر کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ ایک تصویر میں ہفت روزہ کے مدیر محترم لیو شاؤ چی سے مزار اقبال پر معانقہ فرما رہے ہیں۔ اس کے عین نیچے ایک تصویر میں جوان مسلمان بچیاں اسی معزز مہمان سے مل رہی ہیں۔ ایک مصافحہ فرما رہی ہے۔ ایک نے تالی بجانے کے انداز میں ہاتھ اٹھا رکھے ہیں۔ دو مسنز شاؤ چی کے پاس کھڑی ہیں۔ ان میں سے ایک مسنز شاؤ چی سے مصافحہ کر رہی ہے۔

ظاہر ہے کہ ان تصویروں کو سیاست سے دور کا تعلق بھی نہیں بلکہ یہ ہفت روزہ اسلام کی تبلیغ فرما رہا ہے۔ ربوہ والے بے چارے اس کو کیا جانیں۔ ربوہ کے ہمسائے شہر کے اہل علم حضرات کو تبلیغ کے اس انداز پر تو قرارداد پاس کرنے کی شاید ہی توفیق ملے۔

کیا فرماتے ہیں المنبر کے مدیر محترم اس بارے میں؟

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مقدسہ

بعض احباب جماعت کے ذاتی تاثرات

(۷)

جماعتی ترقی کے لئے حضور رضی اللہ عنہ کی تجارتی جدوجہد

(مکرم ملک بشارت احمد صاحب واقفِ زندگی)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کی ترقی کے لئے جہاں کئی دوسرے ذرائع اختیار کئے ہیں وہاں حضرت اقدس نے جماعت کی ترقی کے لئے تجارتی لحاظ سے بھی جدوجہد فرمائی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید شروع کرنے کے بعد بعض تجارتی کمپنیاں قائم کیں اور واقفین تحریک جدید کو ایسے کاموں پر مقرر کر کے تجارتی ٹریننگ دی نیز اسی سکیم کے ماتحت حضور رضی اللہ عنہ نے صدر انجمن اور تحریک جدید کے لئے سابق سندھ میں زمینیں حاصل کر کے واقفین زندگی کارکنان کو وہاں مقرر کیا اور ایسے اقدامات فرمائے کہ اب یہ کام بہت اہمیت رکھتے ہیں اور تجارتی نقطۂ نگاہ سے بھی ان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

کنری سندھ میں جماعت کا ایک تجارتی ادارہ دی سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ وہاں نہ صرف جماعت کی اپنی زمینوں کی پیداوار "کپاس" کی جننگ ہوتی ہے بلکہ دوسرے تاجر بھی وہاں اپنی خرید کردہ کپاس کی جننگ کراتے ہیں۔ حضور کی تجارتی سکیم کے ماتحت خاکسار نے بھی ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۱ء تک تجارت کپاس کا کام کنری اور میرپور خاص میں کیا ہے۔

کراچی میں جماعت کے زیرِ انتظام البشو افریقن کمپنی لمیٹڈ نے پاکستان بننے پر بطور کلئرنگ ایجنٹس کام شروع کیا تھا اب اس کمپنی کی اپنی ایک بڑی فلور ملز ہے۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے تجارتی کاموں میں بھی جماعت کا حصہ ہے۔ خاکسار اس وقت صرف دو ایسی کمپنیوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے جو ربوہ میں کام کر رہی ہیں۔ ان کے قیام کا مقصد اسلام کی تعلیم کو بہتر طور پر پھیلانے کے لئے لٹریچر شائع کرنا ہے۔ حضرت اقدس نے ۱۹۵۴ء میں الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کے نام سے ایک کمپنی قائم فرمائی جس کے ذریعے جماعت کا اردو لٹریچر شائع ہوتا ہے اور دوسری کمپنی دی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ قائم فرمائی جس کے ذریعے عربی۔ انگریزی۔ فارسی اور دوسری زبانوں میں اسلام کا لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ خاکسار اس کمپنی میں ۱۹۶۰ء سے بطور مینجر کام کر رہا ہے۔ دوسری زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے کے باعث بیرونِ پاکستان میں اس کمپنی کو بہت اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے کتب منگوائی جا رہی ہیں اور مطلوبہ کتب باہر بھجوائی جا رہی ہیں۔

الغرض یہ کام اہم صورت اختیار کر رہا ہے اور حضرت اقدس کی خواہش کو بہتر رنگ میں پورا کرنے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ربوہ کی سرزمین سے اسلام کا لٹریچر کثرت سے شائع ہو کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رنگ میں دین کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

(۸)

اپنے بچوں کے اساتذہ سے سلوک

(مکرم چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم۔اے)

گزشتہ بیس سال سے بلکہ تقسیم ملک سے بھی ایک دو سال قبل ہی مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ میں حضور رضی اللہ تعالیٰ کے ان بچوں کو جو سکول اور کالج میں تعلیم پاتے تھے گھر میں انگلش اور دیگر مضامین پڑھانے پر مقرر رہا۔ عام اساتذہ کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے وقتِ مقررہ پر جاتے ہیں۔ دنوں کا حساب کرتے ہیں اور مہینہ ختم ہونے پر ٹیوشن فیس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خود بچوں کے والدین بھی اساتذہ کو اسی "حسابی" رنگ میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ سلسلہ دونوں طرف کے 'Contract' پر چند مہینوں یا ہفتوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ — مگر یہاں کیفیت بالکل اَور تھی۔

غالباً جون ۱۹۵۶ء کا ذکر ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قافلے کے ہمراہ خاکسار بھی مری گیا۔ سیدہ مہر آپا اور صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب مجھ سے پڑھتے تھے اور ہم سب خیبر لاج میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ عید کے دن قریب تھے اور بہت سے دوست عید کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ خاکسار کی اہلیہ اور بچے اس وقت ربوہ میں تھے اور ربوہ سے آ کر مجھے حضور کے ہمراہ چند ہی دن ہوئے تھے۔ اس لئے میری نیت یہی تھی کہ میں عید مری ہی میں حضور کے ہمراہ گزاروں گا چنانچہ میں نے گھر میں اسی مضمون کا خط بھی لکھ دیا تھا مگر جب عید کو دو دن رہ گئے تو اچانک حضور ہماری پڑھائی کے کمرہ میں تشریف لائے۔ اس وقت صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب اپنا انگریزی کا ایک مضمون مجھے دکھا کر جا چکے تھے اور میں کمرے میں بیٹھا ایک اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ حضور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"آپ عید پر گھر تو جانا چاہتے ہوں گے!" — میں نے بصد ادب عرض کیا "حضور! گھر تو یہی ہے۔ اور ابھی تو یہاں آ کر صرف ۸۔۱۰ دن ہوئے ہیں ۔۔۔۔" — حضور نے فرمایا۔ ۔"مگر آپ کے بچوں نے بھی تو عید کرنی ہے"۔ — یہ کہہ کر تبسم فرمایا اور تشریف لے گئے ۔۔۔۔

چند لمحوں کے بعد حضور کی طرف سے ایک صد روپیہ کا نوٹ خاکسار کو موصول ہوا اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی کہ "میں عید کے دوسرے دن ربوہ سے روانہ ہو جاؤں"۔ میں اس بندہ نوازی پر حیران تھا اور بے حد ممنون بھی۔ کیونکہ میرے چھوٹے بیٹے آفتاب احمد نے میرے روانہ ہوتے وقت مجھ سے کہا تھا۔ "ابا۔ آپ عید کو آئیں گے نا؟" — مجھے دفعتہً اس کا خیال آیا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی ذرّہ نوازی پر سربسجود ہو گیا۔

مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ پانچ چھ روز کے بعد جب میں واپس آیا تو حضور مجھے واپس دیکھ کر خوش ہوئے۔ تین چار کے روز قافلہ نخلہ کی جانب روانہ ہوا۔ چند روز اس آنے جانے میں گزر گئے اور چند دن حضرت سیّدہ موصوفہ کی طبیعت بھی اچھی نہ رہی۔ غرض اس طرح تقریباً ایک ماہ ختم ہو گیا اور ربوہ واپس آنے کی تاریخ قریب آ گئی۔ میں نے دل میں ہی اُن دنوں کا حساب لگایا جبکہ ہم نے واقعی درسی کتب کو صحیح معنوں میں پڑھا تھا۔ میرے نزدیک وہ دن بارہ سے زیادہ نہ تھے مگر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر رنگ میں بادشاہ بنایا تھا۔ مجھے جب پورے ماہ کا معاوضہ ملا تو میں نادم ہوا کہ میں نے دنوں کی گنتی کیوں کی؟ —

میرے تصوّرات ابدیّت کی فضا میں پرواز کرنے لگے — میں نے سوچا کہ کوئی شخص چند دنوں کی عبادت کر کے مر جاتا ہے۔ کوئی چند سالوں کی عبادت کر کے مر جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو کسی شخص کو چند گھنٹوں کی عبادت کے بعد ہی موت آ دبوچتی ہے۔ ۔۔۔۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان چند گھنٹوں یا چند دنوں کی ہی عبادت کرنے والے کو بھی ابد الآباد کی جنّت عطا فرما دینا ہے — کیا شان خسروی ہے ۔۔۔۔ میرا دماغ انسانی عطاء سے بلند تر ہونا شروع ہوا ۔۔۔۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں جُود و سخا کی وسعتوں میں پرواز کرنے لگا۔ ایسے تاثرات ہزار مختلف رنگوں میں ہمیں حضور کی مقدس اور پُرلطف صحبت میں اکثر اوقات دستیاب ہوتے۔ ان تاثرات کو حاصل کرنے کے لئے ہم لوگ کئی کئی گھنٹے تک حضور کی ملاقات کے متمنی رہتے۔ اور جب حضور مجلس میں رونق افروز ہوتے تو بخدا اس وقت اپنا کوئی دُکھ اور پریشانی یاد نہیں رہتی تھی۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اس وقت اس دنیا کے حوادث اور خطرات سے بھی بکلّی بے نیازی ہوتی صرف ایک چہرہ سامنے ہوتا اور باقی کسی چیز کا بھی وجود باقی نہیں رہتا تھا —

(۹)

عملی تربیت کا نمونہ

(مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ)

ایک دفعہ حضور دعوت پر لاہور چھاؤنی میں معہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اور محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب وغیرہم کے تشریف لائے تو آپ نے خاکسار کے فی البدیہہ ایڈریس اور ڈاکٹر بشیری صاحب مرحوم کی نظم خوانی کے جواب میں بہت سے اہم نکات بیان فرمائے جو احباب جماعت

کو نصائح اور چھاؤنی کے مخصوص حالات پر مشتمل تھے۔ حضور نے یہاں ایک عملی تربیت کا یہ نمونہ بھی پیش کیا کہ امتیاز محض نظامِ جماعت کے لحاظ سے جائز ہے ورنہ نہیں۔ یعنی جب میں بحیثیت پریذیڈنٹ جماعت حضور کے استقبال کے لئے احباب جماعت کو لائن میں ترتیب دے رہا تھا تو حضور کار سے اُتر کر بجائے لائن کے سرے پر جانے کے سیدھے پہلے میری طرف تشریف لائے اور مجھے مصافحہ کا شرف بخشا اس کے بعد آپ دوسری طرف گئے جہاں احباب ہار لئے کھڑے تھے۔ گویا حضور نے پہلے پریذیڈنٹ جماعت کو مصافحہ کا شرف بخش کر نظامِ جماعت کی اہمیت کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی لاکھوں لاکھ رحمتیں ابد الاباد تک آپ کی روح پر نازل ہوتی رہیں۔ آمین اللّٰہم آمین۔

(۱۰)

دُعا کی برکت

(مکرم غلام رسول صاحب لودی ننگل چک ۹-۲ گ ب ضلع لائل پور)

(۱) ۱۹۲۹ء میں ناچیز نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور ملازمت نہ ملنے پر حضور کے ارشاد پر محض دو صد روپیہ کے سرمایہ سے تجارت کپڑا کریانہ شروع کر دی اور ابتداء میں دکان کی چوری ہو گئی اور تقریباً نصف سرمایہ چوری کی نظر ہو گیا ناچیز نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ چنانچہ بعد میں خدا کے فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے ناچیز کا کاروبار خوب چمکا اور ملحقہ دیہہ کے اہالیان بندہ کی دکان پر برائے خرید سودا سلف آنے شروع ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ تھوڑا منافع لو اور دیانت داری سے اپنا کام چلاؤ۔ چنانچہ حسب الحکم حضور ناچیز نے ایک دام اور سستا سودا بیچنا شروع کر دیا اور غیر مسلم تاجروں نے بندہ کا کاروبار فیل کرنے کی خاطر مل کر نقصان پہنچانے اور مقابلہ کر کے دوکان کو فیل کرنے کی کوشش کی ۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں مسلمان تاجر کا ہندو تاجروں سے مقابلہ کرنا آسان کام نہیں تھا۔ لیکن محض حضور کی دعاؤں کی برکت سے نہ صرف وہ میرا مقابلہ کر کے مجھ کو نقصان نہ پہنچا سکے الٹا ان کا کاروبار گھٹنا شروع ہو گیا اور بالآخر سب سے بڑا مقابلہ کرنے والا دکاندار مقابلہ کی تاب نہ لا کر گاؤں چھوڑ کر گوجرہ منڈی چلا گیا اور وہاں اسکے لڑکے نے خودکشی کر لی اور اس کا تمام سرمایہ سٹہ کی نذر ہو گیا اور ناچیز کا کاروبار ہزاروں پر جا پہنچا۔ عرصہ دس سال میں دیانت داری، تھوڑا منافع زیادہ بکری اور حضور کی پُر تاثیر دعاؤں اور وابستگی کی برکات سے وافر حصہ پا کر دکان معمولی سرمایہ سے ترقی کرتے کرتے کم و بیش بیس ہزار روپیہ سرمایہ کی مالک بن گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۲) خاکسار کے بعد دیگرے چار بچے بوجہ مرض اٹھرا فوت ہو گئے ناچیز نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا فرمائی۔ چنانچہ مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا جس کا نام عبد الرحمٰن رکھا گیا۔ بچہ خوبصورت اور تندرست تھا غالباً عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد عبد الرحمٰن بیمار ہو گیا۔ اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ مولوی حبیب اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ جو کہ بہت بڑے طبیب بھی تھے نے جواب دے دیا کہ بچہ کا بچنا مشکل نظر آتا ہے اس کے بعد ڈاکٹر نور احمد صاحب احمدی ایل۔ ایم۔ ایس چک ۲۱۰ گ۔ ب تحصیل سمندری کو بلایا گیا انہوں نے بھی فرمایا کہ لڑکے کو ٹائیفائڈ ہو گیا ہے اور اس کا بچنا مشکل نظر آتا ہے۔ ایسی مایوسی کی حالت میں ناچیز نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور حضور نے دعا فرما کر رقم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو صحت عطا فرمائے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔

یہ بچہ عبد الرحمٰن بچپن میں حضور کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتا رہا اور حضور اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے رہے اور دعائیں دیتے رہے۔

وہ حضور کی دعاؤں سے بی۔ ایس سی میں سکالرشپ حاصل کر کے اور ایم۔ ایس سی پشاور یونیورسٹی میں پاس کر کے پہلے پشاور زرعی یونیورسٹی میں فزکس کا لیکچرار رہا اور اب احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی گھانا ویسٹ افریقہ میں لیکچرار ہے۔

خریداران الفرقان کی اطلاع کیلئے

ماہِ اپریل کا رسالہ الفرقان بعض موانع کے باعث دس تاریخ کی بجائے سولہ اپریل کو بذریعہ ڈاک بھیجا جا رہا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینیجر الفرقان)

تحریکِ وصیّت

دُنیا میں قیامِ امن نظامِ وصیّت سے وابستہ ہے

"جس کی بُنیاد الوصیّت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھدی گئی ہے"

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روزویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں۔ اور اس میں کئی نقائص۔ کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے۔ اور جس کی بنیاد الوصیّت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے۔"

(ماخوذ از نظامِ نَو)

(مرسلہ:۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نیا مستقبل

(مکرم عبد السلام صاحب اختر ایم۔اے۔ گھٹیالیاں)

وہ وقت آیا ہے تجدیدِ جہانبانی کرے کوئی
جنوں کی آگ لے کر آتش افشانی کرے کوئی

نئے انداز سے تشکیلِ فکرِ نَو کرے پیدا
نئی تدبیر سے تعمیرِ انسانی کرے کوئی

چلے بحرِ تلاطم پر بنے الیاس کا ثانی
اڑے دوشِ ہوا پر اور سلیمانی کرے کوئی

نئی شمعیں جلا کر میرے خلوت خانۂ دل میں
مری جانب سے میرے دل پہ سلطانی کرے کوئی

خرد کی داستانِ بے دلی کو مختصر کر کے
جنوں کا سلسلہ کچھ اور طولانی کرے کوئی

یہ ہے گر چاک دامانی کا حاصل پھر تمہی کہہ دو
کہ کس برتے پہ سعیِ چاک دامانی کرے کوئی

وہ جب آواز دیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے
گلوں میں چھپ کے جیسے زمزمہ خوانی کرے کوئی

غرض اس دور میں فکر و نظر کا یہ تقاضا ہے
کہ اُٹھے اور علاجِ نوعِ انسانی کرے کوئی

یادِ رفتگاں

میری اہلیہ حلیمہ بیگم صاحبہ مرحومہ

(محترم مرزا شیخ عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ ریلوے آڈیٹر ربوہ)

(۲)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کبھی کبھی از خود بھی میرے مکان پر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور تشریف لائے تو میں پٹیالہ گیا ہوا تھا۔ میری بیوی نے ان کو کمرہ میں بٹھایا چائے سے خاطر تواضع کی۔ اور عرض کیا کہ میں بابو صاحب کو ابھی تار دے دیتی ہوں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح لاہور پہنچ جاویں گے۔ پرسوں شب حضور دعوت قبول فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔ بابو صاحب یہاں نہیں ہیں۔ ان کے آنے پر دیکھا جائے گا۔ آخر حضرت صاحب نے اس شرط پر دعوت قبول کر لی۔ کہ اگر بابو صاحب آ گئے تو میں آجاؤں گا مجھے تار اسی دن مل گیا۔ میں شب کی گاڑی سے روانہ ہو کر دوسرے دن صبح بفضل تعالیٰ بخیریت لاہور پہنچ گیا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ اور میری بیوی کی دعوت قبول فرمائی۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی ذاتی خدمت کے علاوہ مرحومہ حلیمہ بیگم صاحبہ کو جماعت احمدیہ لاہور کی خدمت کا بھی موقعہ ملا۔ وہ لجنہ اماء اللہ لاہور کی عرصہ دراز تک سیکرٹری کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ اس سلسلہ میں انکو گھر گھر پھر کر چندہ وصول کرنا پڑتا تھا۔ یا دوسرے جماعتی کاموں کے لئے گھر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ باہر جانے کی صورت میں ہمشیرہ صاحبہ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب۔ بیگم صاحبہ مرزا محمد صادق صاحب۔ بیگم صاحبہ مرحوم پہلوان کرم بخش صاحب مرحوم عام طور پر ان کے ساتھ جایا کرتی تھیں۔ کبھی کبھی میں بھی ان کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ٹانگہ سے گر بھی پڑیں۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ یا اور کوئی جلسہ ہوتا۔ تو یہ چار دل خواتین غیراز جماعت مستورات کو دعوت دینے ان کے گھر جایا کرتیں۔

مہمان نوازی اور سلسلہ کی خدمت کے علاوہ آپ بہت مخیر تھیں چندوں میں پیش پیش رہتیں۔ مسجد لنڈن کے لئے جب مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی کوٹھی پر جلسہ مستورات میں چندہ کی اپیل کی۔ تو میری بیوی نے اپنے سونے کے دونوں کڑے دیدئے اور مجھے گھر آکر بتایا کہ میں کڑے چندہ میں دے آئی ہوں۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات ہیں۔ کہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد میرے ایک بہت مہربان افسر مسٹر بڈلف صاحب نے لنڈن سے اتنی ہی رقم میری بیوی کے لئے بھیجدی۔ مسٹر بڈلف صاحب ریاست پٹیالہ میں اکونٹنٹ جنرل تھے تو میں نے ان کے ماتحت آٹھ سال کام کیا تھا۔ اس روپیہ کے ملنے پر میں نے بیوی سے کہا کہ تمہیں تو دم نقد صلہ مل گیا۔ میں نے اس روپے سے ایک جوڑی کڑے اور خرید دئے۔ جو پہلے سے زیادہ خوبصورت تھے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا۔

پارٹیشن کے دنوں میں اور احمدیوں کے ساتھ میرے لڑکے عزیزم عبدالباری کو جو اس وقت ناظر بیت المال تھے۔ اور نظارت بیت المال کا ریکارڈ ہی لینے لاہور سے قادیان ملٹری ٹرک میں گئے تھے قادیان میں ہندوستانی ملٹری نے گرفتار کر لیا۔ جبکہ یہ اپنی موٹر میں واپس آ رہے تھے۔ میں نے جب یہ خبر سنی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ مگر جب میں نے گھر جا کر بیوی کو یہ خبر سنائی تو انہوں نے ایسے صبر سے سنا کہ میرا بھی غم ہلکا ہو گیا۔ فرمایا کہ وہ سلسلہ کی خاطر گرفتار ہوا ہے فکر کی بات نہیں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ایسا فضل کیا کہ عزیزم ایک ماہ بعد رہا ہو کر واپس لاہور پہنچ گیا۔ جبکہ اس کے ساتھی حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب و دیگر احباب کئی ماہ بعد رہا ہوئے اس شکرانہ میں میری بیوی نے اپنے دونوں طلائی کڑے آٹھ سو میں فروخت کر کے چار سو روپے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر خود پیش کئے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا میں یہ روپیہ حفاظت مرکز میں دے دوں مرحومہ نے عرض کیا حضور جہاں چاہیں خرچ کریں باقی چار سو بھی جن کو مناسب سمجھا دے دیا گیا۔

مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی بہت پابند اور صدقہ خیرات کرنے والی تھیں۔ ایک صحابی کی لڑکی اور ایک صحابی کی زوجہ تھیں فروری ۱۹۰۶ء میں ہماری شادی ہوئی اس سے پہلے وہ بیعت کر چکی تھیں۔ مگر زیارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہ کر سکیں۔ شادی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے قادیان جانا شروع کیا۔ جلسہ سالانہ کے علاوہ درمیان میں بھی قادیان جاتی رہیں۔ پارٹیشن سے دو سال پہلے بچوں کی تعلیم کی خاطر قادیان میں رہائش اختیار کر لی اور فسادات کے دنوں میں بفضل تعالیٰ بخیریت تمام واپس لاہور آئیں۔ گو گھر کا سارا اثاثہ قادیان میں رہ گیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بھی اچھا گھر کا سامان دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو اولاد سے بھی نوازا اپنی وفات پر تین لڑکے اور چار لڑکیاں اور قریباً چالیس پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑ گئی ہیں۔

جن ہمدردوں نے غریب خانہ پر آکر اور جنہوں نے بذریعہ خطوط اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے میں ان سب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

ان میں ایک خط ایسا ہے جو میں یہاں نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جس سے پرانے زمانہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے یہ خط شیخ عبدالقادر رہتہ صاحب ابن حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان کو میرا پتہ معلوم نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے عزیزم عبدالباری صاحب کی معرفت تعزیت کا خط لکھا۔ جو حسب ذیل ہے :۔

آپ کی امی محترمہ کی انتقال کی خبر معلوم کر کے بہت دکھ اور صدمہ ہوا ویسے تو ہمارا آپ لوگوں سے ایک دوہری کا رشتہ بھی بنتا ہے لیکن سب سے بڑھ کر آپ کی امی کے احترام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اوائل میں قادیان کے خورد و کلاں کو جب کبھی لاہور آنے کا موقعہ ملتا تھا تو وہ سیدھے بغیر کسی روک ٹوک کے بابو صاحب کے پاس پہنچ کر اپنے تمام کام کر کے واپس جاتے تھے جس وجہ سے آپ کی امی کو احباب قادیان کی انتھک خدمت کا موقع میسر آتا تھا اور میں خورد و کلاں کے منہ سے آپ کی امی محترمہ کی خدمت کا چرچا سنا کرتے تھے۔

جوں جوں زمانہ بدلتا گیا توں توں دنیا کے لوگ بھی بدلتے گئے نت نئی جگہیں نیا ماحول لیکن وہ ماحول کہاں کہ جہاں حضرت ام المومنین ؓ جیسی ہستیاں دونوں آن کر آرام سے گذارتی تھیں اور ہمارے بابو جی صاحب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ دعا گو ہوں اللہ کریم آپ کی امی کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا جن کو سب لوگ اماں جان کہا کرتے تھے اور آپ بھی ہم سب سے ماں ہی کی طرح سلوک کرتی تھیں اور ہم سب پر بڑی شفقت فرمایا کرتی تھیں۔ لاہور میں جب آپ سیڑھیاں چڑھ نہ سکتی تھیں تو تب بھی موٹر میں میرے مکان پر آجایا کرتیں اور ڈرائیور کو اوپر اطلاع دینے کے لئے بھیج دیا کرتیں۔ اور ہم سب یعنی بیوی بچے نیچے حضرت اماں جان سے ملتے اور ان کی دعائیں لیتے۔

قادیان میں جب کبھی میری بیوی ان کو ملنے جاتیں اور کھانے کا وقت ہو جاتا تو ضرور کھانا کھلا دیتیں۔ ورنہ پاندان آگے کر دیتیں اور فرماتیں لو بیٹی کھاؤ۔ قادیان میں مجھے کھانا بھیجتیں تو ساتھ پان بھی ضرور بھیج دیا کرتیں۔

پارٹیشن کے بعد میری بیوی سب کو ملنے اکثر رتن باغ جایا کرتی تھیں اس وقت خاندان کی ہر فیملی کو ایک ایک کمرہ ملا ہوا تھا۔ جس میں وہ نہایت تنگی سے گذر کرتے تھے۔ مگر کبھی کسی نے تنگی مکان کی شکایت نہیں کی۔ ایک مرتبہ میری بیوی دس بارہ دن بعد رتن باغ گئیں۔ تو حضرت ام ناصر احمد صاحبہ حرم نے بتلایا کہ وہ ایک ہفتہ سے بیمار ہیں۔ میری بیوی نے عرض کیا کہ الفضل میں بیماری کا نہیں پڑھا۔ ورنہ پہلے آتی آپ نے فرمایا۔ الفضل میں جو اپنی بیماری کے متعلق لکھتا ہے۔ اس کو چھاپ دیتے ہیں۔ میں نے کبھی لکھا ہی نہیں۔

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب پر بہت مہربان تھے۔ میری دو لڑکیوں عزیزہ بلقیس بیگم اور عزیزہ ثریا بیگم کا رشتہ خود حضور نے تجویز فرمایا اور خود ہی نکاح پڑھے۔ عزیزہ بلقیس بیگم کا نکاح مکرم مولوی محمد صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ جو اس وقت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مسلم سکول مدراس تھے۔ بعد میں ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدراس کے عہدہ پر ترقی پا گئے کے ساتھ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کو قادیان ہوا اور ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء کو لاہور میں رخصتانہ ہوا۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ حضرت صاحبزادہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ و صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ لاہور تشریف لائیں۔ اور چند دن قیام فرمایا۔ اور اپنی دعاؤں کے ساتھ لڑکی کو رخصت کیا اس موقعہ پر حضرت صاحب نے جو خط تحریر فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

مکرمی بابو عبدالحمید صاحب

السلام علیکم۔ امید ہے کہ خیریت سے رخصتانہ کی تقریب ہو چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تقریب کو مبارک کرے۔ حضرت ام المومنین کے ساتھ عزیزان ناصر احمد اور ناصرہ بیگم کو آپ کی خواہش کے مطابق بھجوا دیا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

آخر میں ادارہ الفضل کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے میری بیوی حلیمہ بیگم کی وفات اور تجہیز و تکفین کی خبر ۲۵ اور ۲۶ رفروری کے پرچوں میں بروقت شائع کر کے مجھ پر بہت احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ورنہ میرے لئے یہ ناممکن تھا۔ کہ اپنے رشتہ داروں۔ عزیزوں اور دوستوں کو اطلاع دیتا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک معیار

اس عاجز کو ایک کتاب بنام "امیر حزب اللہ" (سوانح جناب الحاج سید محمد فضل شاہ صاحب) ملی ہے جو کہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی پروفیسر گورنمنٹ کالج جہلم کی تصنیف ہے۔ اس کے صفحہ ۵۰ پر ڈاکٹر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک معیار ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

"اخلاق کے متعلق قرآن حکیم میں جتنی تصریحات موجود ہیں۔ وہ تمام کی تمام حضور اقدس (فداہ امی وابی) کی ذات ہمایوں میں بھی موجود ہیں اور ہمارے خیال میں جو چیز کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مابہ الامتیاز قرار دی جاسکتی ہے اور جس کی بناء پر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت دینے میں حق بجانب ہیں وہ معجزات نہیں۔ خوارق عادت نہیں بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مجتمع الصفات اور وجود باجود ہے۔ جس کے اندر دنیا بھر کی خوبیاں اور جہان بھر کے محاسن پائے جاتے ہیں اور لطف یہ کہ مخالفین و معاندین اسلام کی تعلیمات پر اپنی کوتاہ بینی یا کج فہمی کی وجہ سے کتنی نکتہ چینیاں کیوں نہ کریں۔ لیکن اگر ان کے دلوں میں انصاف دوستی اور واقعات پسندی کا ذرا بھی مادہ موجود ہو تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی۔ بہترین خیالات اور مبارک سیرت میں کوئی بھی نقص نہیں نکال سکتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کمال بھی یہی ہے کہ مخالفین کو دعوت مقابلہ دے کر اس پر آمادہ کیا گیا۔ وہ آئیں۔ اور حضور اقدس (روحی فداہ) کی گذشتہ زندگی پر خوردہ گیری کر کے دکھلائیں۔ ملاحظہ ہو ارشاد خداوندی

فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون

(یونس ع ۲)

کہ ان مشرکین کے سامنے دوسرے دلائل و براہین کے علاوہ یہ چیز بھی خصوصیت کے ساتھ پیش۔ کہ میں اپنی عمر کا ایک کثیر حصہ خود تمہیں میں رہ سہہ کر بسر کر چکا ہوں اور پھر اگر میری پہلی زندگی بے داغ تھی میری گذشتہ عمر بے داغ تھی۔ تو اب تم عقل و خرد سے کام لو۔ اور میری تعلیم کو آویزہ گوش بناؤ! سبحان اللہ! یہ تھا دنیا کی عظیم ترین ہستی کا مابہ الاختصاص یہ تھا فخر بنی آدم کا شانِ امتیازی اور یہ تھی انسان کامل کی سب سے بڑی خصوصیت کہ اپنی سچائی اور صداقت کی دلیل کے لئے خود اپنے آپ کو بطور حجت و برہان پیش کر دیا۔"

مرسلہ راقم عاجز قریشی محمد حنیف قمر علوی سائیکل سوار سیاح

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ میں داخلہ

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کے سالانہ نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے نرسری اور دیگر کلاسز میں داخلہ ۶ راپریل ۶۶ء سے ۳۰ راپریل ۶۶ء تک جاری رہے گا۔ سکول ہذا میں لڑکوں کے لئے پانچویں تک اور لڑکیوں کے لئے آٹھویں کلاس تک انتظام ہے۔ بہترین تعلیمی اور صحتمندانہ ماحول کے علاوہ ادارہ کو حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کی قیادت کا فخر حاصل ہے۔ احباب کرام اپنے بچوں اور بچیوں کو داخل کر کے ادارہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

ضروری کوائف دفتر سکول ہذا سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

(ہیڈ مسٹریس)

موصی احباب سے ایک ضروری گذارش

دفتر بہشتی مقبرہ کو بسا اوقات بعض موصی اصحاب کا موجودہ پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ضروری اطلاعات دینے میں بہت پریشانی اور دقت کا سامنا ہوتا ہے دفتر سے ان کے نام کے خطوط ڈاک خانہ سے واپس آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ نقل مکانی کر چکے ہیں یا وہاں سے کسی دوسری جگہ تبدیل ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ احباب کے ذرا سے تساہل سے نہ صرف اخراجات کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ خود وہ احباب بھی اُن ضروری اطلاعات سے محروم رہتے ہیں۔ جو دفتر سے ان کی وصایا کے حسابات کے سلسلہ میں یا دیگر امور کے متعلق بھیجی جاتی ہیں۔ اور پھر باہم رابطہ قائم نہ رہنے کی وجہ سے بعض پیچیدگیاں اور شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس احباب سے درخواست ہے کہ جب بھی وہ ایک ہی مقام پر رہتے ہوئے نقل مکانی کریں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں تبدیل ہو جائیں۔ تو اپنے موجودہ پتہ سے دفتر کو بہت جلد اطلاع فرما دیا کریں۔ اس میں ان کا اپنا بھی فائدہ ہے کہ ان کو ضروری اطلاعات دفتر سے پہنچتی رہیں گی اور دفتر کا بھی فائدہ ہے کہ اسکے اخراجات ڈاک ضائع نہیں ہوں گے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

لجنات اماء اللہ کے لئے ضروری اعلان

۱۔ ماہ اپریل ۶۶ء میں تمام لجنات اماء اللہ وسیع پیمانے پر اصلاح و ارشاد کے جلسے منعقد کریں ان میں غیر از جماعت مستورات کو مدعو کریں اور تقاریر کے علاوہ لٹریچر تقسیم کریں تاکہ احمدیت کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں۔ ان جلسوں کی رپورٹیں ۱۰ رمئی تک مرکز میں بھجوا دیں یہ رپورٹیں انشاء اللہ شائع کی جائیں گی۔ لجنات لٹریچر مرکز سے منگوا سکتی ہیں۔ یہ لٹریچر جلسوں کے علاوہ بھی حسب موقع زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ پیغام حق پہنچانا ہر فرد جماعت کی اہم ذمہ داری ہے۔ لجنات کو بھی یہ ذمہ داری التزام کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے اس سلسلے میں زبانی گفتگو کے علاوہ خط و کتابت۔ لٹریچر کی مناسب تقسیم اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے چندہ میں حصہ لینا بھی ضروری ہے

۳۔ امید ہے کہ لجنات ان سب ذرائع سے اصلاح و ارشاد کا فریضہ ادا کرنے کی کوشش کریں گی

۴۔ آپ کے ہاں لجنہ کے ذریعہ اصلاح و ارشاد کی جو مساعی ہو اسکی رپورٹ بھی ضرور ارسال فرمائیں تاکہ مرکز کو آپ کی مساعی کا علم ہو اور پیش آمدہ مشکلات میں وہ آپ کی راہنمائی کر سکے۔

(سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ہمدرد نسواں (ٹھراکی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس بیس ۲۰/- روپے

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں۔

۳۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۱۶۶

میں بشیر احمد ولد انور حسین قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاک خانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ یک صد روپے ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ۲/۶۶/۱ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد:۔ بشیر احمد ۵۰ سول لائنز شیخوپورہ
گواہ شد:۔ قریشی سعید احمد اظہر مربی انچارج ضلع شیخوپورہ
گواہ شد:۔ سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مسل نمبر ۱۸۱۶۷

:۔ میں عائشہ بی بی بیوہ قاضی کلیم اللہ قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۱۲ء ساکن شیخوپورہ ڈاک خانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۶ سے حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے :۔

(۱) حق مہر مبلغ ۳۰ روپے ہے جو میں وصول کر چکی ہوں۔

(۲) ایک مکان پختہ واقع پرانا بازار شیخوپورہ جس کی موجودہ قیمت ایک ہزار روپے ہے۔

(۳) میرا زیور حسب ذیل ہے :۔
ڈنڈیاں طلائی ۲ عدد وزنی ۱½ تولہ مالیتی ایک سو ستاسی روپے ۵۰ پیسے

نوٹ :۔ حق مہر مبلغ تیس روپے اور زیور ڈنڈیاں طلائی وزنی ۱½ تولہ مالیتی ۱۸۷½ روپے میں اپنی مرضی سے بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ سب کا سب پیش کرنے کا اقرار کرتی ہوں یعنی دو صد انیس روپے آٹھ آنے ادا کردونگی۔

دکان والی جائداد کے متعلق میں وصیت کرتی ہوں کہ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

۲۔ مجھے میرے مکان مذکورہ کا کرایہ ۶ روپے ماہوار ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری وصیت ۳/۶۶/۱ سے منظور فرمائی جائے

الامۃ: نشان انگوٹھا عائشہ بی بی بیوہ قاضی کلیم اللہ معرفت بشیر احمد ابن قاضی کلیم اللہ مین بازار شیخوپورہ
گواہ شد:۔ بشیر احمد ولد قاضی کلیم اللہ مین بازار شیخوپورہ
گواہ شد:۔ سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۱۸۱۶۸

:۔ میں انوار زبیدہ زوجہ نذیر احمد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاک خانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) حق مہر مبلغ پانچصد روپے جو کہ ابھی بذمہ خاوند ہے

(۲) میرا زیور حسب ذیل ہے :۔
طلائی گھڑی چوڑی وزن تین تولہ۔ کلپ طلائی وزنی ایک تولہ۔ طلائی انعام وزنی ایک تولہ طلائی رنگ وزنی گیارہ ماشہ طلائی انگوٹھیاں ۴ عدد ایک تولہ ۶ ماشے بحق ایک تولہ کل وزن طلائی ۸ تولے ۵ ماشہ۔ مالیتی ایک ہزار ۵۵ روپے

۳۔ چاندی کا زیور حسب ذیل ہے :۔
چنن ہار ۴۰ تولہ نقرئی
بندیاں ۲۰ تولہ نقرئی
دھار ۵ تولہ نقرئی

کل وزن ۶۵ تولہ مالیتی ۱۲۴ روپے ہیں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

۲۔ اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ دس روپے جیب خرچ ماہانہ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی میری وصیت ۳/۶۶/۱ سے منظور فرمائی جائے

الامۃ انوار زبیدہ بیگم
گواہ شد :۔ نذیر احمد خان خاوند موصیہ
گواہ شد :۔ سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال وارد شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۱۸۱۶۹

:۔ میں ضیاء الدین ولد میاں جمال الدین قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاک خانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) ایک مکان پختہ واقع موضع مونگ ضلع گجرات جس کی موجودہ قیمت تین ہزار روپے ہے۔ اس مکان میں ہم دو بھائی شریک ہیں۔

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں، اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ایک بٹا دس ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

(۲) اس کے علاوہ مجھے ملازمت میں نوے روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری وصیت ۱/۳/۶۶ سے منظور فرمائی جائے

العبد :۔ ضیاء الدین ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ
گواہ شد :۔ سعید احمد اظہر مربی انچارج شیخوپورہ
گواہ شد :۔ سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال وارد شیخوپورہ۔

دانت نکلوانے سے مرض ختم نہیں ہوگی پائیوریا کی کاپتہ
دوا -/۱۰ روپے دانتوں کے گھن کی دوا -/۱ درد کی دوا -/۲ روپے
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

ضروری اعلان

بل الفضل مارچ ۱۹۶۶ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں ان بلوں کی رقوم ۱۰ اپریل تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں ورنہ دفتر ہذا مجبوراً بنڈلوں کی ترسیل روک دے گا۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے احکام اور ان کی حکمتیں اصل مقصود نہیں

اصل مقصود تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت ۱۵۲) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"قرآن کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کہ یہ نبی تمہیں احکام الٰہیہ اور ان کی حکمتیں بتاتا ہے۔ پس اسلام ممتاز ہے اس بات میں کہ اس کا نبی دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ بھی ہے اور جبر سے اپنے احکام نہیں منواتا بلکہ جب کوئی حکم دیتا ہے تو اپنے اتباع کے ایمانوں کو مضبوط کرنے اور ان کے جوش کو زیادہ کرنے کے لئے یہ بھی بتاتا ہے کہ اس نے جو احکام دیئے ہیں ان کے اندر ملت افراد ملت اور باقی نوع انسان کے لئے کیا کیا فوائد مخفی ہیں۔ یہ وہی دعائے ابراہیمی ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے مگر اس میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کی دعا میں دو فرق ہیں۔ جنہیں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ تھے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۃ بقرہ آیت ۱۳۰) یعنی اے خدا! تو ان میں انہی سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے۔ انہیں کتاب کی تعلیم دے ان پر احکام الٰہیہ کی حکمت واضح کرے۔ اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے تلاوتِ آیات پھر تعلیم کتاب پھر تعلیم حکمت اور پھر تزکیہ کو رکھا تھا۔ مگر یہاں پہلے تلاوتِ آیات پھر تزکیہ پھر تعلیم کتاب و حکمت کو بیان کیا گیا ہے پس طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ دعائے ابراہیمی کی ترتیب اس اصول پر مبنی ہے کہ دنیا میں جب بھی خدا تعالیٰ کا کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے تو سب سے پہلے وہ تلاوتِ آیات سے کام لیتا ہے یعنی اس وحی کو پیش کرتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے۔ اور ان معجزات اور نشانات کو پیش کرتا ہے

جو اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ احکام نازل ہوتے ہیں تو ان احکام کی حکمتیں بیان کی جاتی ہیں اور آخر معجزات و نشانات دیکھنے دلائل و براہین پر غور کرنے اور ان کی حکمتوں کو سمجھ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو ایک تقدس عطا فرماتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ دوسروں پر غالب آجاتی ہے۔ مگر یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری ترتیب کو مدنظر رکھا ہے یعنی ایمانیات اور روحانیات سے تعلق رکھنے والی باتوں کو اس نے پہلے لے لیا ہے اور علوم ظاہری سے تعلق رکھنے والی باتوں کو بعد میں بیان کر دیا ہے۔ تزکیہ چونکہ قلب سے تعلق رکھتا ہے اور تلاوتِ آیات بھی ایمان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو لے لیا جو ایمانیات اور روحانیات سے تعلق رکھتی ہیں چنانچہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ معرفت کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ چیز

یہی ہے کہ انسان کو ایسی آنکھیں حاصل ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کا مشاہدہ کرنے والی ہوں اور دوسری چیز یہ ہے کہ ان نشانات کا مشاہدہ اس کے اندر ایسا تزکیہ پیدا کر دے کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کا عرش بن جائے۔ اور صفات الٰہیہ اس کے آئینۂ قلب میں منعکس ہو جائیں جب معرفت کا نور انسان کے قلب کو ایسی جلا بخشتا ہے کہ اس میں کوئی نفسانی کدورت اور آلائش باقی نہیں رہتی تو اس وقت وہ خدا کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہاں تلاوتِ آیات کے بعد تزکیہ نفوس کو دوسرے امور پر مقدم رکھا ہے۔ تزکیہ کے بعد تعلیم کتاب اور حکمت کا ذکر فرمایا ہے جو ظاہری علوم سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ اور انہیں آخر میں رکھ کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ احکام اور ان کی حکمتیں اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود تزکیہ نفس اور اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔"

(تفسیر سورۃ البقرہ ص ۲۹۸)

چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہوں پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

(کلام محمود)

کلکتہ اور دوسرے شہروں میں ہنگامے آمد و رفت کا نظام معطل ہوگیا

بھارت میں غذائی قلت کے خلاف صوبہ مغربی بنگال میں مکمل ہڑتال

کلکتہ ۷ راپریل۔ مغربی بنگال کے دارالحکومت کلکتہ اور تمام اضلاع کے اہم شہروں میں کل مکمل ہڑتال رہی۔ صوبہ بھر میں ریلوں کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ اور شہروں میں بسوں، ٹراموں اور ٹیکسیوں کی ہڑتال کی وجہ سے شہری زندگی میں تعطل پیدا ہوگیا۔ تمام کارخانوں، سرکاری دفاتر اور نجی اداروں میں کاروبار بند رہا۔ کلکتہ سیالدہ، دارجلنگ، بھونیشور اور بردوان میں توڑ پھوڑ کی وارداتیں بھی ہوتی ہیں اس سلسلہ میں ابھی تک تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ آل انڈیا ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے کہ توڑ پھوڑ کے چند واقعات کے سوا صوبے بھر میں امن و امان رہا۔

مغربی بنگال میں یہ عام ہڑتال

مخالف پارٹیوں کی اپیل پر کی گئی ہے۔ مخالف پارٹیوں کے متحدہ محاذ نے حکومت پر الزام لگایا تھا کہ اس نے غذائی قلت دور کرنے کے سلسلہ میں جن اقدامات کا وعدہ کیا تھا اور عوام کے مطالبات کو پورا کرنے کی یقین دہانیاں کی تھیں ان پر عمل نہیں کیا گیا۔ حکومت کے اس طرز عمل کے خلاف متحدہ محاذ نے کل صوبہ بھر میں ہڑتال کی اپیل کی تھی۔ آل انڈیا ریڈیو نے اعتراف کیا ہے کہ مخالف پارٹیوں کی اس اپیل کے جواب میں مغربی بنگال میں مکمل ہڑتال رہی۔

نئی دہلی ۷ راپریل۔ مقبوضہ کشمیر کے متعدد مقامات پر کل زلزلہ آیا۔ سری نگر میں کل صبح دس بجکر ۶ منٹ پر زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ یہ زلزلہ معمولی قسم کا تھا۔

دعائے مغفرت

۱۔ یہ خبر بڑے افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ محترم چوہدری غلام قادر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ اوکاڑہ کے امیر رہ چکے تھے یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو رات پونے دس بجے حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اس علاقہ میں کافی شہرت رکھتے تھے نہایت اعلیٰ علمی ذوق تھا۔ اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۲ سال تھی۔ ۲ راپریل کو نعش بذریعہ لاری ربوہ لائی گئی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کے اعزہ سے اظہار ہمدردی فرماتے رہے۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی۔

۲۔ اسی طرح جماعت کے ایک اور مخلص اور دیرینہ خادم محترم چوہدری عبدالعزیز خان صاحب آف سرگودھا حال اوکاڑہ بھی یکم اپریل ہی کو لوکشہرہ میں وفات پا گئے۔ محترم چوہدری صاحب موصوف عرصہ سے سرطان کے مریض تھے۔ ان کا جنازہ ۲ راپریل کو صبح ۷ بجے ربوہ لایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز عید کے معاً بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ چوہدری صاحب کی بیماری کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز ان کی صحت کے متعلق دریافت فرماتے رہتے اور اپنے پاس سے دوائیاں بھی بھجواتے رہے

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پس ماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (برکت اللہ محمود)